www.kitabmart.in
مصر کے گورنر جناب مالک اشتر کے نام خط میں خلیفۃ المسلمین
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ہدایات کی روشنی میں
حکومت
کیسے
کریں
؟

حکومت کیسے کریں؟

مصر کے گورنر جناب مالک اشتر کے نام خط میں

خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے

ہدایات کی روشنی میں

اردو ترجمہ

علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ

ناشر

ادارۂ اصلاح مسجد دیوان ناصر علی مرتضیٰ حسین روڈ، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (انڈیا)

مشخصات

نام کتاب : حکومت کیسے کریں

اردو ترجمہ : علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ

صفحات : ۳۲

اشاعت بار اول : مارچ ۲۰۱۸ء

کمپوزنگ : وصی اختر معروفی

مطبوعہ : امپریشن آفسیٹ پریس، لکھنؤ

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : 15/روپئے

ناشر : ادارۂ اصلاح لکھنؤ

ISBN13 : 978-93-87479-05-0

ISBN10: 93-87479-05-6

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

عرض ناشر

الحمد لاھلہ والصّلوٰۃ علیٰ اھلھا

آج دنیا ۹۹ فیصد سے زائد، زیادتیوں اور ناانصافیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔صورت حال یہ ہے کہ عالمی منظر نامہ کو دیکھتے ہوئے کبھی کبھی یہ خوف پیدا ہونے لگتا ہے کہ وہ خوبصورت دنیا جو اللہ نے اپنی مخلوق کے لئے سجائی ہے وہ قیامت سے پہلے کہیں قیامت کا نمونہ نہ بن جائے۔اس کے ذمہ دار عوام سے زیادہ حکمراں قرار پائیں گے۔لیکن گزشتہ حکمرانوں میں ایک حاکم ایسا بھی گزرا ہے جس کی مدت حکومت (۳۶ھ تا ۴۰ھ) پانچ سال بھی نہیں تھی اس نے حکومت عدلِ اسلامی کے ساتھ کی۔وہ ذات گرامی تھی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی علیہ السلام کی، کہلاتے تو تھے وہ خلیفۃ المسلمین لیکن دوسری قوموں پر اتنے مہربان کہ آپ کی شہادت کے بعد کوفہ کی مکین غریب یہودی اور عیسائی عورتیں تک بھی شدت سے گریہ کناں ملیں۔ان گریہ کرنے والوں سے تعجب سے سوال کرنے والوں کو جواب ملا کہ ''یہ وہ مہربان شخصیت تھی جو رات کی تاریکیوں میں ہمارے گھروں میں خورد و نوش کا سامان پہنچایا کرتی تھی''۔آپ ہی کی قیمتی نصیحت ہے کہ ''زندگی یوں بسر کرو کہ اگر زندہ رہو تو لوگ تم سے ملنے کے متمنی رہیں اور تمہاری موت کے بعد تم پر آنسو بہائیں''۔(نہج البلاغہ)

ذات پات مسلک و مذہب کے نام پر جو عوام میں تفریق کے مجرم ہیں وہ اس

مذکورہ روشِ عدل پر کان دھریں۔امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک
خطاب میں ارشاد فرمایا تھا:

"واللہ لان حسك السع متھداً ......

(ترجمہ) خدا گواہ ہے کہ میرا ان کی خاردار جھاڑی پر جاگ کر رات
گزار لینا یا زنجیروں میں قید ہو کر کھینچا جا امر سے زیادہ عزیز ہے کہ میں روز قیامت
پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کرو بندہ پر ظلم کر چکا ہوں یا دنیا کے کسی معمولی
مال کو غصب کیا ہو۔بھلا میں کسی شخص پر س نفس کے لئے کس طرح ظلم کروں گا جو فنا
کی طرف بہت جلد پلٹنے والا ہے اور زی کے اندر بہت دنوں رہنے والا ہے۔

خدا کی قسم میں نے عقیلؑ (آ کے حقیقی بڑے بھائی) کو خود دیکھا ہے کہ
انہوں نے فقر و فاقہ کی بنا پر تمہارے حص دم میں سے تین کلو کا مطالبہ کیا تھا جبکہ ان
کے بچوں کے بال غربت کی بنا پر پرا ہو چکے تھے اور ان کے چہروں کے رنگ
یوں بدل چکے تھے جیسے انہیں تیل چھڑک سیاہ بنا دیا گیا ہو۔اور انہوں نے مجھ سے بار
بار تقاضا کیا اور مکرر اپنے مطالبہ کو دہ میں نے ان کی طرف کان دھر دیئے
.........وہ یہ سمجھے کہ میں ان مطالبہ پر چلنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں
نے ان کے لئے لوہا گرم کرایا اور پھر کے جسم کے قریب لے گیا تا کہ اس سے
عبرت حاصل کریں انہوں نے لوہا دیکھ ل فریاد شروع کر دی جیسے کوئی بیمار اپنے
درد و الم سے فریاد کرتا ہو۔اور قریب تھ ان کا جسم اس کے داغ دینے سے جل
جائے تو میں نے کہا"رونے والیاں آپ

سے فریاد کررہے ہیں جسے ایک انسان نے فقط مزاحاً تپایاہے اور مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں جسے خدائے جبار نے اپنے غضب کی بنیاد پر بھڑکایا ہے۔آپ آگ کی اذیت سے فریاد کریں اور میں جہنم سے فریاد نہ کروں؟

اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک رات ایک شخص (اشعث بن قیس) میرے پاس شہد میں گوندھا ہوا حلوہ برتن میں رکھ کر لایا جو مجھے اس قدر ناگوار تھا جیسے سانپ کے تھوک یا قے سے گوندھا گیا ہو۔میں نے پوچھا کہ یہ کوئی انعام ہے یا زکوٰۃ یا صدقہ جو ہم اہلبیتؑ پر حرام ہے؟اس نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے یہ فقط ایک ہدیہ ہے،(عام طور پر رشوت کو ہدیہ وتحفہ کانام دے دیا جاتا ہے)۔

میں نے کہا کہ" پسر مردہ عورتیں تجھ کو روئیں تو دین خدا کے راستہ سے آکر مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے تیرا دماغ خراب ہوگیاہے یا توپاگل ہوگیاہے،یاہذیان بک رہاہے، آخر ہے کیا؟ خدا گواہ ہے کہ" اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت تمام زیرآسمان دولتوں کے ساتھ دے دی جائے اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ میں کسی چیونٹی پر صرف اس قدر ظلم کروں کہ اس کے منہ سے اس گیہوں کے چھلکے کو چھین لوں جو وہ چبارہی ہے تو ہرگز ایسا نہیں کرسکتا ہوں یہ تمہاری دنیا میری نظر میں اس پتّی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی ٹڈّی کے منہ میں ہواور وہ اسے چبارہی ہو۔

بھلا علیؑ کو ان نعمتوں سے کیا واسطہ جو فنا ہوجانے والی ہیں اور اس ذلّت سے کیا تعلق جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے اوراسی سے مدد کا طلب گار ہوں۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۴ بیشتر ترجمہ علامہ جوادیؒ)

حضرت عقیلؑ کا کردار وہ چمکتا ہوا آفتاب ہے جس پر بے اعتدالی کا کوئی دھبہ نہیں ہے قرین قیاس ہے کہ ان کا مطالبہ لوگوں کو امیر المومنینؑ کی عادلانہ روش سے روشناس کرانے کے لئے ہو۔ اُدھر حضرت علیؑ کے سامنے ''عدلِ اسلامی'' کا تقاضا بھی تھا اور ایک مفلوک الحال بھائی کے ساتھ ''صلۂ رحمی'' کی بھی منزل تھی لہٰذا آپؑ نے اپنے حصہ میں سے ان کی اعانت فرما کر دنیا کو ''قطع رحمی'' کی لعنت سے بچنے کا راستہ دکھایا۔ جبکہ خود آپ کا حال یہ تھا کہ اپنے دارالحکومت کوفہ میں آپ ایک ہلکے کپڑے میں ملبوس تھے اور سوال کرنے والے کو یہ جواب دیا تھا کہ یہ وہی لباس ہے جو میں مدینہ سے لے کر چلا تھا۔ میں نے تمہارے بیت المال (سرکاری خزانہ) میں سے کوئی خیانت نہیں کی ہے۔ یہ جملہ تازیانۂ عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو بینکوں اور سرکاری خزانوں کو لوٹ لوٹ کر فرار ہوتے ہیں اور غیر ملکی بینکوں (سوئس بینک وغیرہ) میں اپنے کھاتے میں غیر معمولی اضافہ کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی روشِ عدل، اپنے طرزِ حکومت، اپنے خطوط، اپنے خطبات، اپنے کلمات سے دنیا کو آگاہ کر دیا اور بالخصوص حکمرانوں کو متوجہ کر دیا کہ اگر تم نے اپنی فکری و قلبی عصبیت و عداوت، نجی مصلحتوں، ذاتی منفعتوں کی بنیاد پر عدل و انصاف سے چشم پوشی کی تو تم انسانیت کے وہ مجرم قرار پاؤ گے جسے نہ تاریخ معاف کرے گی اور نہ خالق کائنات کبھی معاف کرے گا۔ اور پھر ایک دن جب تمہارے ظالمانہ کرتوتوں کا وبال تمہارے سر آپڑے گا جو طول تاریخ کا لازمہ رہا ہے تو کوئی تمہاری فریاد کو سننے والا بھی نہیں ملے گا۔

دربار حاکم شام میں جب تفریح طبع کے لئے مدحِ امیر المومنینؑ میں شعرگوئی کا مقابلہ ہو رہا تھا تو عمرو عاص کا یہ مصرعہ سب پر بھاری رہا تھا کہ:

والفضل بما شهدت به الاعداءُ۔
(فضیلت تو بس وہی ہے جس کی گواہی دشمن دیں)

انصاف کی عینک لگا کر غیروں نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی عادلانہ روش کا مطالعہ کیا تو لبنان کے مشہور مسیحی رائٹر ''جارج جرداق'' نے عربی میں پانچ جلدوں میں کتاب لکھی ''صوت العدالۃ الانسانیہ'' مجلۂ اصلاح کے مدیر دوم مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقوی طاب ثراہ نے جس کا اردو ترجمہ ایک جلد میں ''ندائے عدالت انسانی'' کے نام سے کیا ادارۂ اصلاح سے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر ختم ہو چکے ہیں۔

جارج جرداق کا یہ جملہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے: قتل علی علیہ السلام فی محرابه لشدة عدله، ''علیؑ اپنے شدت عدل کی وجہ سے محراب مسجد کوفہ میں شہید کر دیئے گئے'' (صوت العدالۃ الانسانیہ)۔ مذکورہ حقیقت کی روشنی میں کتنا معنیٰ خیز ہو جاتا ہے بعدِ ضربتِ امیر المومنین یہ جملہ ''فزت ورب الکعبة'' ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

آج الیکشن میں کامیاب ہونے والے نشۂ اقتدار میں ہار جانے والوں پر جملے کستے ہیں یا زیادہ جوش میں آ کر حملے کر کے انہیں موت کی آغوش میں سلا دیتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس جملے کے ذریعہ واضح فرمادیا کہ الیکشن میں ہارنا یا جیتنا یہ معیارِ کامیابی نہیں ہے۔ حقیقی کامیاب تو یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں حکومت

آجائے وہ مرتے مرتے بھی عدل وانصاف کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ یہی ہے اصلی کامیابی اور اِسی کی وجہ سے امیر المومنینؑ نے اپنی کامیابی کا اعلان کیا کہ میں شہید تو ہو رہا ہوں لیکن میں نے اپنے پورے دورِ حکومت میں کوئی ایک کام بھی خلاف عدل وانصاف نہیں کیا۔

اپنے دورِ حکومت میں حضرت علی علیہ السلام نے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے سوال کیا تھا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے دورِ حکومت میں بھوکا یا بے لباس رہا ہو؟ تو کوئی ایک آواز بلند نہ ہوئی۔ کسی نے اپنے عیسائی غلام کو ضعیفی کی وجہ سے آزاد کر دیا اور اسے غذا سے محروم کر دیا۔ امیر المومنینؑ نے مذکورہ عیسائی غلام کی بدحالی کو دیکھا تو تڑپ گئے۔ برہمی سے فرمایا جب تک یہ کام کے لائق تھا اِسے تم نے رکھا اور جب یہ کمزور وضعیف ہو گیا ہے تو اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیا۔ میں اسے گوارہ نہیں کر سکتا۔ آج سے اس کا آذوقہ بیت المال (سرکاری خزانہ) سے مہیا کیا جائے گا۔

یہ ہے حقیقی عدل کہ سرکاری خزانہ سے اپنے عزیز بھائی جناب عقیلؑ کے لئے کوئی رعایت نہیں کی اور دنیا کے حکمرانوں کو سبق دیا کہ سرکاری خزانہ عزیز داروں، رشتہ داروں اور تعلقات والوں پر لٹا دینا یہ بد دیانتی ہے۔ ہاں یہ عین دیانت ہے کہ اگر ایک بوڑھا عیسائی غریب ہے تو سرکاری امداد سے اسے محروم نہیں رکھا جائے گا۔ کیا دنیا کی وہ حکومتیں جو مذہب اور ذات کے نام پر سرکاری امداد دینے میں تعصب سے کام لیتی ہیں وہ حضرت علیؑ کے اس اندازِ حکومت سے سبق لیں گی؟

ہمارے ائمہ اطہار علیہم السلام کو ظالم حکمرانوں نے حکومت سے محروم رکھا۔ امام

اوّل حضرت علی علیہ السلام کو بعد از خرابی بسیار حکومت کرنے کا کچھ موقع ملا تو آپ نے شمع عدل یوں روشن کی کہ دنیا حسب صلاحیت آج بھی اس سے کسب ضیاء کر سکتی ہے۔

(ع علیؑ سے سیکھ پیہم سیکھ آئین جہاں بانی)

۱۳/رجب المرجب یوم ولادت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام شایان شان جشن منائیے۔ اظہار مسرت کیجئے نذر و نیاز کیجئے محفلوں اور مقاصدوں کا اہتمام کیجئے لیکن مناسب رقم اس امر پر ضرور صرف کیجئے کہ اردو ہندی انگلش اور ملک میں رائج دوسری زبانوں میں عدل و انصاف کے ضمن میں آپؑ کے ہدایات کو شائع کر کے عوام، سرکاری افسروں اور حکمرانوں کے ایوانوں تک ضرور بالضرور پہنچائیے۔ اس تمنا کے ساتھ کہ فلک دنیا سے ظلم کے بادل چھٹیں اور امن کا سورج نمودار ہو۔ دہشت گردی کا دنیا سے خاتمہ ہو اور دہشت گردی کی لعنت کو ہوا دینے والے اپنے کیفر کردار تک پہنچیں۔

مصر کے گورنر جناب مالک اشترؒ کے نام امیر المومنین حضرت علیؑ کا یہ عدیم النظیر خط یوم ولادت امیر المومنینؑ کے استقبال میں ادارۂ اصلاح لکھنؤ کی جانب سے بارگاہ معبود میں اس دعا کے ساتھ شائع کیا گیا ہے کہ معبود محمد و آل محمد علیہم السلام کے تصدق میں ادارہ کو انشاءاللہ آئندہ بھی توفیقات خیر سے نوازتا رہے۔

سید محمد جابر جوراسی

مسئول ادارۂ اصلاح، لکھنؤ

۲۰/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ

۱۳۷۹ شہادت حسینی (یوم ولادت کفوِ امیر المومنین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا)، جمعہ ۹ مارچ ۲۰۱۸ء

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللهِ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الأَشْتَرَ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ، حِينَ وَلاَّهُ مِصْرَ: جِبَايَةَ خَرَاجِهَا، وَجِهَادَ عَدُوِّهَا، وَاسْتِصْلاَحَ أَهْلِهَا، وَعِمَارَةَ بِلاَدِهَا.......

ترجمہ:

یہ وہ فرمان ہے جو بندۂ خدا امیرالمومنین علیؑ نے مالک بن حارث اشترنخعی کے نام لکھا ہے جب انہیں خراج جمع کرنے' دشمن سے جہاد کرنے' حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی آبادکاری کے لئے مصر کا عامل قرار دے کر روانہ کیا:

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو' اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض وسنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہوسکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بدبخت نہیں قرار دیا جاسکتا ہے اپنے دل ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کہ **خدائے عزاسمہٗ نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت وشرف عنایت کرے گا۔**

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کے خواہشات کو کچل دو اور اس کو سینہ زوریوں سے روکے رہو کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے جب تک پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے ۔اس کے بعد مالک یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے

جہاں عدل وظلم کی مختلف حکومتیں گذر چکی ہیں اور لوگ تمہارے معاملات کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے اور تمہارے بارے میں وہی کہیں گے جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے ۔نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے لہٰذا تمہارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح کو ہونا چاہیے ۔خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت و رحمت کو اپنے دل کا شعار بنالو اور خبردار ان کے حق میں پھاڑ کھانے والے درندہ کے مثل نہ ہو جانا کہ انہیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو ۔مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور انہیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کر یا دھوکے سے ان سے بھی خطائیں ہو جاتی ہیں ۔لہٰذا انہیں ویسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمہاری غلطیوں سے درگزر کرے تم ان سے بالاتر ہو اور تمہارا ولی امر تم سے بالاتر ہے اور پروردگار تمہارے والی سے بھی بالاتر ہے اور اسنے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمہارے لئے ذریعہ آزمائش بنا دیا ہے اور خبردار اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر نہ اتار دینا ۔کہ تمہارے پاس اس کے عذاب سے بچنے کی طاقت نہیں ہے اور تم اس کے عفو اور رحم سے بے نیاز بھی نہیں ہو ۔اور خبردار کسی کو معاف کر دینے پر نادم نہ ہونا اور کسی کو سزا دے کر اکڑ نہ جانا ۔غیظ وغضب کے اظہار میں جلدی

نہ کرنا اگر اس کے ٹال دینے کی گنجائش پائی جاتی ہو اور خبردار یہ نہ کہنا کہ مجھے حاکم بنایا گیا ہے لہٰذا میری شان یہ ہے کہ میں حکم دوں اور میری اطاعت کی جائے کہ اس طرح دل میں فساد داخل ہو جائے گا اور دین کمزور پڑ جائے گا اور انسان تغیرات زمانہ سے قریب تر ہو جائے گا۔ اور اگر کبھی سلطنت و حکومت کو دیکھ کر تمہارے دل میں عظمت و کبریائی اور غرور پیدا ہونے لگے تو پروردگار کے عظیم ترین ملک پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمہارے اوپر تم سے زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ اس طرح تمہاری سرکشی دب جائے گی۔ تمہاری طغیانی رک جائے گی اور تمہاری گئی ہوئی عقل واپس آجائے گی۔

دیکھو خبردار اللہ سے اس کی عظمت میں مقابلہ اور اس کے جبروت سے تشابہ کی کوشش نہ کرنا کہ وہ ہر جبار کو ذلیل کر دیتا ہے اور ہر مغرور کو پست بنا دیتا ہے۔ اپنی ذات' اپنے اہل و عیال اور رعایا میں جن سے تمہیں تعلق خاطر ہے سب کے سلسلہ میں اپنے نفس اور اپنے پروردگار سے انصاف کرنا کہ ایسا نہ کرو گے تو ظالم ہو جاؤ گے اور جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرے گا اس کے دشمن بندے نہیں خود پروردگار ہوگا اور جس کا دشمن پروردگار ہو جائے گا اس کی ہر دلیل باطل ہو جائے گی اور وہ پروردگار کا مد مقابل شمار کیا جائے گا جب تک اپنے ظلم سے باز نہ آجائے یا توبہ نہ کر لے۔ اللہ کی نعمتوں کی بربادی اور اس کے عذاب میں عجلت کا کوئی سبب ظلم پر قائم رہنے سے بڑا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مظلومین کی فریاد کا سننے والا ہے اور ظالموں کے لئے موقع کا انتظار کر رہا ہے۔

تمہارے لئے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے اعتبار سے سب کو شامل اور رعایا کی مرضی سے اکثریت کے لئے پسندیدہ ہو کہ عام افراد

کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بھی بے اثر بنا دیتی ہے اور خاص لوگوں کی ناراضگی عام افراد کی رضامندی کے ساتھ قابل معافی ہو جاتی ہے۔ رعایا میں خواص سے زیادہ والی پرخوشحالی میں بوجھ بننے والا اور بلاؤں میں کم سے کم مدد کرنے والا۔ انصاف کرنا پسند کرنے والا اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کرنے والا عطا کے موقع پرکم سے کم شکریہ ادا کرنے والا اور نہ دینے کے موقع پر بمشکل عذر قبول کرنے والا۔ زمانہ کے مصائب میں کم سے کم صبر کرنے والا۔ کوئی نہیں ہوتا ہے۔

دین کا ستون، مسلمان کی اجتماعی طاقت' دشمنوں کے مقابلہ میں سامان دفاع عوام الناس ہی ہوتے ہیں لہٰذا تمہارا جھکاؤ انہیں کی طرف ہونا چاہیے اور تمہارا رجحان انہیں کی طرف ضروری ہے۔ رعایا میں سب سے زیادہ دور اور تمہارے نزدیک مبغوض اس شخص کو ہونا چاہیے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے عیوب کا تلاش کرنے والا ہے۔

اس لئے کہ لوگوں میں بہرحال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے بڑی ذمہ داری والی پر ہے لہٰذا خبردار جو عیب تمہارے سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا۔ تمہاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کر دینا ہے اور غائبات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو جن اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی پروردگار سے تمنا کرتے ہو۔ **لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کو کاٹ دو اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چغل خور کی تصدیق میں عجلت سے کام نہ لو کہ چغل خور ہمیشہ خیانت کار ہوتا ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔**

(مشاورت): دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستہ سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلاتا رہے گا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ کرنا کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوءظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

(وزارت:) اور دیکھو تمہارے وزراء میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی بند ہیں اور تمہیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس انہیں کی جیسی عقل اور کارکردگی ہو اور ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہ گار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین مددگار ہوں گے اور تمہاری طرف محبت کا جھکاؤ بھی رکھتے ہوں گے اور اغیار سے انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انہیں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمہارے کسی ایسے عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کتنی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

(مصاحبت): اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انہیں بھی اس امر کی تربت دینا کہ بلاسبب تمہاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بے بنیاد عمل کا غرور نہ پیدا کرائیں جو تم نے انجام نہ دیا ہو کہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے

دیکھو خبر دار! نیک کردار اور بد کردار تمہارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بد دلی پیدا ہوگی اور بد کرداروں میں بد کرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم میں رعایا سے حسن ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہیے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہٰذا تمہارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہیے جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حسن ظن پیدا کرسکو کہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو قطع کر دیتا ہے اور تمہارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔ اور سب سے زیادہ بدظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمہارے ساتھ خراب رہا ہے۔

دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس امت کے بزرگوں نے عمل کیا ہے اور اسی کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے اور کسی ایسی سنت کو رائج نہ کر دینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کہ اس طرح اجر اس کے لئے ہوگا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمہاری گردن پر ہوگا کہ تم

نے اسے توڑ دیا ہے۔

علماء کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکما کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا ان مسائل کے بارے میں جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ امور قائم رہتے ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

اور یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں جن میں کسی کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے اور کوئی دوسرے سے مستغنی نہیں ہوسکتا ہے۔انہیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انہیں میں عام اور خاص امور کے کاتب ہیں۔انہیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں اور انہیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے عمال ہیں۔انہیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں اور انہیں میں تجارت اور صنعت وحرفت والے افراد ہیں اور پھر انہیں میں فقراء ومساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پروردگار نے ایک حصہ معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب کے فرائض یا اپنے پیغمبرؐ کی سنت میں اس کی حدیں قائم کر دی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوجی دستے یہ حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور والیوں کی زینت ہیں۔انہیں سے دین کی عزت ہے اور یہی امن وامان کے وسائل ہیں رعایا کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ دشمن سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات کے درست کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام قاضیوں ۔عاملوں اور کاتبوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ سب عہدو پیمان کو مستحکم بناتے ہیں ۔منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے ۔اس کے بعد ان سب کا قیام تجار اور صنعت کاروں کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ وہ وسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں ۔بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی زحمت کے بغیر فراہم کر دیتے ہیں ۔

اس کے بعد فقراء و مساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامان حیات مقرر ہے اور ہر ایک کا والی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور والی اس فریضہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا ہے جب تک ان مسائل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف و ثقیل پر صبر کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے لہٰذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ، رسول اور امام کا سب سے زیادہ مخلص' سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو ۔غصہ کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو۔عذر کو قبول کر لیتا ہو۔کمزوروں پر مہربانی کرت ہو۔طاقتور افراد کے سامنے اکڑ جاتا ہو۔بدخوئی اسے جوش میں نہ لے آئے اور کمزوری اسے بٹھا نہ دے۔

علاقات عامہ : پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرنے ۔عمدہ روایات والے اور صاحبان ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے مضبوط رکھو کہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں ۔ان کے حالات کی اسی طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح

ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرنا جو انہیں قوت بخشتا ہو تو اسے عظیم نہ خیال کر لینا اور اگر کوئی معمولی برتاؤ بھی کیا ہے تو اسے حقیر سمجھ کر روک نہ دینا۔اس لئے کہ اچھا سلوک انہیں اخلاص کی دعوت دے گا اور ان میں حسن ظن پیدا کرائے گا اور خبردار بڑے بڑے کاموں پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظرانداز نہ کر دینا کہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں۔

دفاع: اور دیکھو تمام سرداران لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہیے جو فوجیوں کی امداد میں ہاتھ بٹاتا ہو اور اپنے اضافی مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کے لئے بھی کافی ہو جائے تا کہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ ہے دشمن سے جہاد۔اس لئے کہ ان سے تمہاری مہربانی ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔اور والیوں کے حق میں بہترین خنکی چشم کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو جائے اور رعایا میں محبت و الفت ظاہر ہو جائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک سینے سلامت نہ ہوں اور ان کی خیر خواہی مکمل نہیں ہو سکتی ہے جب تک اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور پھر ان کے اقتدار کو سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت دینا اور برابر کارناموں کی تعریف کرتے رہنا بلکہ عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کہ ایسے تذکروں کی کثرت بہادروں کو جوش دلاتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو ابھار دیا کرتی ہے۔انشاءاللہ۔

اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو پہچانتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے نامہ اعمال میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا قرار دے دو یا کسی چھوٹے آدمی کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنادو۔

جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لئے مشتبہ ہو جائیں۔انہیں اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو۔کہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے کہ ''ایمان والو! اللہ' رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو'' تو اللہ کی طرف پلٹانے کا مطلب اس کی کتاب محکم کی طرف پلٹانا ہے۔

قضاوت: اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور حق کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں اور نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کر کے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ شبہات میں توقف کرنے والے ہوں اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔فریقین کی بحثوں سے اُکتا نہ جاتے ہوں اور معاملات کی چھان بین میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوں اور حکم کے واضح ہو جانے کے بعد نہایت وضاحت سے فیصلہ کر دیتے ہوں۔نہ کسی کی

تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے ابھارنے پر اونچے ہو جاتے ہوں۔ایسے افراد یقیناکم ہیں۔لیکن ہیں۔

پھراس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنااوران کے عطایا میں اتنی وسعت پیدا کر دینا کہ ان کی ضرورت ختم ہو جائے اور پھرلوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں انہیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اورمقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کہ اس طرح وہ لوگوں کے ضرر پہنچانے سے محفوظ ہو جائیں گے۔مگراس معاملہ پربھی گہری نگاہ رکھنا کہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں می قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھااور مقصد صرف دنیاطلبی تھا۔

عمال: اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پربھی نگاہ رکھنا اورانہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنااورخبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پرعہدہ نہ دے دینا کہ یہ باتیں ظلم اورخیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔اور دیکھوان میں بھی جومخلص اورغیرت مند ہوں ان کو تلاش کرنا جواچھے گھرانے کے افراد ہوں اوران کے اسلام میں سابق خدمات رہ چکے ہوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ان ے اندرفضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہےاور یہ انجام کارپرزیادہ نررکھتے ہیں۔اس کے بعدان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کردینا کہ اس سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتاے اوردوسروں کے اموال پرقبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھرتمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں توان پرحجت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق وصفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کہ یہ طرز عمل انہیں امانت داری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔ **اور دیکھو اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا کہ اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شبہات کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ ورسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔**

خراج: خراج اور مال گذاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مال گذاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کہ خراج اور اہل خراج کے صلاح ہی میں سارے معاشرہ کی صلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے' لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گذارتے ہیں۔خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہیے کہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مال گدازی کا مطالبہ کیا اسنے شہروں کو برباد کر دیا اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔اس کے بعد اگر لوگ گرانباری۔آفت ناگہانی۔نہروں کی خشکی' بارش کی کمی۔زمین کی غرقابی کی بناپ رتباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور

خبردار تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ گذرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زیب و زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہوگی اور عدل و انصاف کے پھیل جانے سے مسرت بھی حاصل ہوگی پھر ان کی راحت و رفاہیت اور عدل و انصاف' نرمی و سہولت کی بنا پر جو اعتماد حاصل کیا ہے اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہوگی جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے ۔اس لئے کہ بسا اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ جن میں اعتماد و حسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کرو تو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آباد کاری ہی ہوتا ہے ۔زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا جمع آوری کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

کاتب: **اس کے بعد اپنے منشیوں کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اور عزت پا کر اکڑ نہ جاتے ہوں کہ ایک دن لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کرلیں اور** غفلت کی بنا پر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے اور ان کے جوابات دینے میں کوتاہی سے کام لینے لگیں اور تمہارے لئے جو عہد و پیمان باندھیں اسے کمزور کردیں اور تمہارے خلاف ساز باز کے توڑنے میں عاجزی کا مظاہرہ

کرنے لگیں۔دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام سے ناواقف نہ ہوں کہ اپنی قدرومنزلت کا نہ پہچاننے والا دوسرے کے مقام ومرتبہ سے یقیناً زیادہ ناواقف ہوگا۔

اس کے بعد ان کا تقرر بھی صرف ذاتی ہوشیاری' خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کہ اکثر لوگ حکام کے سامنے بناوٹی کرداراور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے کو بہترین بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ اس کے پس پشت نہ کوئی اخلاص ہوتا ہے اور نہ امانتداری پہلے ان کا امتحان لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا رہا ہے پھر جو عوام میں اچھے اثرات رکھتے ہوں اور امانتداری کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں انہیں کا تقرر کر دینا کہ یہ اس امر کی دلیل ہوگا کہ تم اپنے پروردگار کے بندۂ مخلص اور اپنے امام کے وفادار ہو۔اپنے جملہ شعبوں کے لئے ایک ایک افسر مقرر کر دینا جو بڑے سے بڑے کام سے مقہور نہ ہوتا ہو اور کاموں کی زیادتی پر پراگندہ حواس نہ ہو جاتا ہو۔اور یہ یاد رکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کروگے اس کا مواخذہ تمہیں سے کیا جائے گا۔

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو چاہے وہ ایک مقام پر کام کرنے والے ہوں یا جابجا گردش کرنے والے ہوں اور جسمانی محنت سے روزی کمانے والے ہوں۔اس لئے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضرورت زندگی کے مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔یہی دوردراز مقامات بروبحر کوہ میدان ہر جگہ سے ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ

ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور وہ صلح و آشتی والے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

اپنے سامنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنا اور یہ خیال رکھنا کہ ان میں بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی کنجوسی پائی جاتی ہے۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اونچے اونچے دام خود ہی معین کر دیتے ہیں۔ جس سے عوام کو نقصان ہوتا ہے اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ خرید و فروخت میں سہولت ضروری ہے جہاں عادلانہ میزان ہو اور وہ قیامت معین ہو جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ اس کے بعد تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزا دو لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد اللہ سے ڈرو اس پسماندہ طبقہ کے بارے میں جو مساکین' محتاج' فقراء اور معذور افراد کا طبقہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقہ میں مانگنے والے بھی ہیں اور غیرت دار بھی ہیں جن کی صورت سوال ہے۔ انکے جس حق کا اللہ نے تمہیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو اور ان کے لئے بیت المال اور ارض غنیمت کے غلات میں سے ایک حصہ مخصوص کر دو کہ ان کے دور افتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب

والوں کا ہے اور تمہیں سبکا نگراں بنایا گیا ہے لہٰذا خبردار کہیں غرور و تکبر تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنادے کہ تمہیں بڑے کاموں کے مستحکم کر دینے سے چھوٹے کاموں کی بربادی سے معاف نہ کیا جائے گا۔لہٰذا نہ اپنی توجہ کو ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بنا پر اپنا منہ موڑ لینا۔جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں ہے اور انہیں نگاہوں نے گرا دیا ہے اور شخصیتوں نے حقیر بنا دیا ہے ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی فریضہ ہے لہٰذا ان کے لئے متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص کر دو جو تم تک ان کے معاملات کو پہنچاتے رہیں اور تم ایسے اعمال انجام دیتے رہو جن کی بنا پر روز قیامت پیش پروردگار معذور کہے جا سکو کہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں پیش پروردگار اپنے کو معذور ثابت کرو۔

اور یتیموں اور کبیر السن بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلب گار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبان ضرورت کے لئے ایک وقت معین کر دو جس میں اپنے کو ان کے لئے خالی کر لو اور ایک عمومی مجلس میں بیٹھو۔اس خدا کے سامنے متواضع رہو جس نے پیدا کیا ہے اور اپنے تمام نگہبان پولیس فوج' اعوان و انصار سب کو دور بٹھا دو تا کہ بولنے

والا آزادی سے بول سکے اور کسی طرح کی لکنت کا شکار نہ ہو کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ ''وہ امت پاکیزہ کردار نہیں ہو سکتی ہے جس میں کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے''۔

اس کے بعد ان سے بدکلامی یا عاجزی کلام کا مظاہرہ ہو تو اسے برداشت کرو اور دل تنگی اور غرور کو دور رکھو کہ تا کہ خدا تمہارے لئے رحمت کے اطراف کشارہ کر دے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار دیدے جسے جو کچھ دو خوشگواری کے ساتھ دو اور جسے منع کرو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے معاملات بھی ہیں جنہیں تمہیں خود براہ راست انجام دینا ہے۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے جوابات جن کے جوابات محرر افراد نہ دے سکیں یا لوگوں کے ان ضروریات کو پورا کرنا جن کے پورا کرنے سے تمہارے مددگار افراد جی چراتے ہوں اور دیکھو ہر کام کو اسی کے دن مکمل کر دینا کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے روابط کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے افضل اور بہتر ہو۔اگر چہ تمام ہی اوقات اللہ کے لئے شمار ہو سکتے ہیں اگر انسان کی نیت سالم رہے اور رعایا اس کے طفیل خوشحال ہو جائے اور تمہارے وہ اعمال جنہیں صرف اللہ کے لئے انجام دیتے ہو ان میں سے سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہو جو صرف پروردگار کے لئے ہوتے ہیں۔اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں وقت ایک حصہ اللہ کے لئے قرار دینا اور جس کام کے ذریعہ اس کی قربت چاہتے ہو اسے مکمل طور سے انجام دینا نہ کوئی رخنہ

پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو جائے بدن کو کسی قدر زحمت کیوں نہ ہو جائے۔اور جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو نہ اس طرح پڑھو کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار اور ضرورت مند افراد بھی ہوتے ہیں اور میں نے یمن کی مہم پر جاتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ نماز جماعت کا اندازہ کیا ہونا چاہیے تو آپ نے فرمایا تھا کہ کمزورترین آدمی کے اعتبار سے نماز ادا کرنا اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک الگ نہ رہنا کہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور ان کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور یہ پردہ داری انہیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے جن کے سامنے یہ حجابات قائم ہو گئے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔اچھا برا بن جاتا ہے اور برا اچھا ہو جاتا ہے اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔اور حاکم بھی بالآخر ایک بشر ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا ہے اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ صداقت کے اقسام کو غلط بیانی سے الگ کر کے پہچانا جاسکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔یا وہ شخص ہو گے جس کا نفس حق کی راہمیں بذل وعطا پر مائل ہے تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔اور کریموں جیسا عمل کیوں نہیں انجام دیتے ہو۔یا تم بخل کی بیماری میں مبتلا ہو گے تو بہت جلدی لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ

لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔حالانکہ لوگوں کے اکثر ضروریات وہ ہیں جن میں تمہیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے جیسے ظلم کی فریاد یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ ہر والی کے کچھ مخصوص اور راز دار قسم کے افراد ہوتے ہیں جن میں خود غرضی، دست درازی اور معاملات میں بے انصافی پاء جاتی ہے لہٰذا خبر دار ایسے افراد کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمہ سے کرنا جن سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جا گیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہیے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ دیدو گے جس کے سبب آبپاشی یا کی مشترک معاملہ میں شرکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہنچ جائیکہ اپنے مصارف بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملہ کا مزہ اس کے حصہ میں آئے اور اس کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں تمہارے ذمہ رہے۔

اور جس پر کوئی حق عائد ہو اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمہ داری ڈالو چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس مسئلہ میں اللہ کی راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہے اس کی زد تمہاریقرابتداروں اور خاص افراد ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو اور اس سلسلہ میں تمہارے مزاج پر جو بار ہو اسے آخرت کی امید میں برداشت کر لینا کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے لئے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعہ سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو کہ اس میں تمہارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی ہے اور وہ عذر خواہی بھی وہے جس کے ذریعہ

تم رعایا کو راہ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

اور خبردار کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضامندی پائی جاتی ہو کہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی افکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن وامان ک فضا قائم ہو جائے گی۔ البتہ صلح کے بعد دشمن کی طرف سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کہ کبھی کبھی وہ تمہیں غافل بنانے کے لئے تم سے قربت اختیار کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حسن ظن سے کام نہ لینا اور اگر اپنے اور اس کیدرمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اسے کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے عہد کی پاسداری و وفاداری کے ذریعہ کرنا اور اپنے ذمہ کو امانت داری کے ذریعہ محفوظ بنانا اور اپنے قول وقرار کی راہ میں اپنے نفس کو سپر بنادینا کہ اللہ کے فرائض میں ایفائے عہد جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور افکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں تباہیوں کا اندازہ کرلیا ہے۔ تو خبردار تم اپنے عہدو پیمان سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول وقرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کردینا۔ اس لئے کہ اللہ کے مقابلہ میں جاہل و بدبخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ نے عہدو پیمان کو امن وامان کا وسیلہ قرار دیا ہے جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان عام کردیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنادیا ہے جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں اور اسکے جوار میں منزل کرنے کے لئے تیز سے قدم آگے بڑھاتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعل

سازی' فریب کاری اور مکاری نہ ہونی چاہیے اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ کے پختہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الٰہی میں تنگی کا احساس غیر حق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کر دے کہ کسی امر کی تنگی پر صبر کر لینا اور کشائش حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے بہتر ہے جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں۔

دیکھو خبردار۔ ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا کہ اس سے زیادہ عذاب الٰہی سے قریب تر اور پاداش کے اعتبار سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال۔ زندگی کے خاتمہ کے لئے مناسب تر کوئی سبب نہیں ہے اور پروردگار روز قیامت اپنے فیصلہ کا آغاز خونریزیوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہٰذا خبردار اپنی حکومت کا استحکام ناحق خون ریزی کے ذریعہ نہ پیدا کرنا کہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنا دیتی ہے بلکہ تباہ کر کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور تمہارے پاس نہ خدا کے سامنے اور نہ میرے سامنے عمداً قتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے۔ البتہ اگر دھوکہ سے اس غلطی میں مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا تازیانہ' تلوار یا ہاتھ سزا دینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائے کہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ تو خبردار تمہیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنا دے کہ تم خون کے وارثوں کو ان کا حق خون بہا بھی ادا نہ کرو۔

اور دیکھو اپنے نفس کو خود پسندی سے بھی محفوظ رکھنا اور اپنی پسند پر بھروسہ بھی نہ

کرنااور زیادہ تعریف کا شوق بھی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ سب باتیں شیطان کی فرصت کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعہ وہ نیک کرداروں کے عمل کو ضائع اور برباد کر دیا کرتا ہے۔

اور خبردار رعایا پر احسان بھی نہ جتانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا یا ان سے کوئی وعدہ کر کے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا کہ یہ طرز عمل احسان کو برباد کر دیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کینز دیک ناراضگی کا باعث ہوت یہ جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو''

اور خبردار وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجانے کے بعد سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑا نہ کرنا اور واضح ہو جائے تو کمزوری کا اظہار نہ کرنا۔ ہر بات کو اس کی جگہ رکھو اور ہر امر کو اس کے محل پر قرار دو۔

دیکھو جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کر لینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہو جائے اس سے غفلت نہ برتنا کہ دوسروں کے لئے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اٹھ جائیں گے اور تم سے مظلوم کا ب دلہ لے لیا جائے گا۔ اپے غضب کی تیزی' اپنی سرکشی کے جوش' اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ غصہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر قابو حاصل ہو جائے۔ اور اس امر پر بھی اختیار اس

وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک پروردگار کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔

تمہارا فریضہ ہے کہ ماضی میں گزر جانے والی عادلانہ حکومت اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور کتاب خدا کے احکام کو نگاہ میں رکھو اور جس طرح ہمیں عمل کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ میں تمہارے او پر اپنی حجت کو مستحکم کر دیا ہے تا کہ جب تمہارا نفس خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہے۔ ور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جن می اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں۔ نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ سلام ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی طیب وطاہر آل پر اور سب پر سلام بے حساب۔ والسلام

(نہج البلاغہ عہد نامہ 53 صفحہ 573)